

کھڑے تھیں زبائن دل کا غبار آرزو کی
 حق کا لہجہ تھا کہ نکلائے وہ
 اور ہر دم عالی و سزا صاحب عزم و ارادہ دل گردے کا بہادر مسکن چلا
 اسی شعور صاحب شعور و حکمت و دانائے ہر یک
 ہزار سال خوش طبع تھے جان کر لے والا اللہ کو اس کے
 شعور غیبت سے بہت غیبت کرنے والا
 مسکن صوفی آزاد کا مسکن
 لطف حوالہ دے ااکلا خوش

تشریح

کریم میں امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں پر پانی بند کر دیا گیا تھا اور وہ گیلوں سے
 جلائے تھے۔ اس کے باوجود ان کے لبوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا جاری تھی اور ان کے چہرے نورانی تھے۔
 ان کے دلوں میں درد بھی خوف و ہراس نہیں تھا۔ وہ اس بات سے قطعاً غافل نہیں تھے کہ وہ جلائے جائیں گے۔
 ان کے لہجے سے لگتا تھا کہ ہمارے ہیں۔ امام عالی مقام کے تمام ساتھی انسانیت کے تمام کائنات کے حامل تھے۔
 ان کی حق پرست ہمت و سزا و حکمت ان کی انہی سوچنے والے ہر حال میں رہنا لگتی تھی۔ ان کی راضی رہنے والے
 خوش حوالہ دے ہر دم غیبت سے بہت غیبت کرنے والا لہجہ ان کو ہر محسوس ہوتا تھا۔ ان کی حق
 طبعی سے دلوں کو لطف و سرور ملتا تھا۔

ساتھ ہر دم لطف و رحمت و دلیر عالی عقل سہا میں سلیمان دعا میں نے
 6 کہیں وہ ان کی زبردستیوں سے دم لگتے میں تین دن کے مگر زندگی سے
 دانا کو بچے ہر دم لگتے ہیں ہر دم دلی سے ہر کو قہر لگتے ہیں

فرہنگ

ساتھ ہر دم لطف و رحمت و دلیر عالی عقل سہا میں سلیمان دعا میں نے
 ہر دم لطف و رحمت و دلیر عالی عقل سہا میں سلیمان دعا میں نے
 لطف و رحمت و دلیر عالی عقل سہا میں سلیمان دعا میں نے
 لطف و رحمت و دلیر عالی عقل سہا میں سلیمان دعا میں نے
 لطف و رحمت و دلیر عالی عقل سہا میں سلیمان دعا میں نے
 لطف و رحمت و دلیر عالی عقل سہا میں سلیمان دعا میں نے
 لطف و رحمت و دلیر عالی عقل سہا میں سلیمان دعا میں نے
 لطف و رحمت و دلیر عالی عقل سہا میں سلیمان دعا میں نے
 لطف و رحمت و دلیر عالی عقل سہا میں سلیمان دعا میں نے
 لطف و رحمت و دلیر عالی عقل سہا میں سلیمان دعا میں نے

گرداں: پھرنے والا دوار چکر کاٹنے والا گردش کرنے والا اٹا ہوا چلتا ہوا

دہر: دنیا زمانہ سنسار عالم

ہج: معدوم کچھ نہیں قلیل ناکارہ زبون قابل نفرت

بحر: سمندر

تشریح

امام حسین کے ساتھی نہایت دلیر ہر مشکل اور ہر بات کو برداشت کر لینے والے نہایت بلند مقام اور بہادر تھے۔ وہ بہترین مسلک کے حامل ملک سبا پر حضرت سلیمان کی طرح دسترس رکھنے والے اور شیر کے مانند شکار پر حملہ آور کے داؤ بیچ سے واقف تھے۔ گویا فلک ان کے قدموں میں تھا۔ انہوں نے تین دنوں سے کچھ کھایا پیانہ نہیں تھا۔ اس کے باوجود ان کے چہروں پر نقاہت کا نام و نشان نہ تھا اور ان کے بدن زندگی سے معمور تھے۔ ان کے نزدیک دنیوی جاہ و مال کی کوئی وقعت نہیں تھی اور وہ دنیا کو بیچ بیچتے تھے۔ وہ اتنے دریا دل تھے کہ سمندر کو ایک قطرے کے مانند تصور کرتے تھے۔

تقریر میں وہ رمز و کنایہ کے لاجواب نکتہ بھی منہ سے گر کوئی نکلا تو انتخاب گویا دہن کتاب بلاغت کا ایک باب سوکھی زبانیں شہد فصاحت سے کامیاب لہجوں پہ شاعران عرب تھے مرے ہوئے پتے لیوں کے وہ کہ نمک سے بھرے ہوئے

فرہنگ:

رمز: آنکھوں بھوؤں یا ہونٹوں کا اشارہ غمزہ عشوہ ذومنی بات پہلو دار بات

کنایہ: رمز اشارہ مبہم بات مطلب معنی استعارہ

دہن: منہ مکھ

بلاغت: کلام میں انتہائی درجے پر پہنچنا حسب موقع گفتگو فصیح کلام

فصاحت: خوش بیانی خوش کلام

پتہ: سبز رنگ کا ایک میوہ

تشریح

امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھ فن خطابت پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ وہ کسی بھی بات کو رمز اور کنایہ میں بیان کرنے کے ماہر تھے۔ اشاروں میں بات کرنا کوئی ان سے سیکھے۔ ان کے منہ سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ چٹا ہوا ہوتا تھا۔ ان کا بولا ہوا ایک جملہ بیسیوں جملوں کا خلاصہ اور نیچوڑ تھا۔ ان کا دہن کیا تھا گویا بلاغت کے موضوع پر لکھا ہوا ایک بات تھا۔ ان کی زبانیں اگرچہ پیاس کے باعث سوکھی ہوئی تھیں مگر ان کے باوجود ان کی فصاحت میں سرسوزی نہ آیا تھا۔ فصاحت نے ان کی سوکھی زبانوں کو شہد سے تر رکھا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے گفتگو کرنے کا لہجہ مثالی تھا اور اہل عرب ان کی تقلید کو باعث فخر تصور کرتے تھے۔

کرتے۔ ان کے لبوں میں پتے کے مانند مکیٹی پائی جاتی تھی۔
 لب پہ ہنسی گلوں سے زیادہ شگفتہ رو پیدا تنوں سے پیرا بن یوسف کی بو
 غلام کے دل میں جن کی غلامی کی آرزو پرہیزگار و زاہد ابرار و نیک خو
 پتھر میں ایسے لعل صدف میں گہر نہیں حوروں کا قول تھا کہ ملک ہیں بشر نہیں
فرہنگ:

شگفتہ: کھلا ہوا

پیرا بن: لباس کرتا

پیرا بن یوسف: حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتا

غلام: جنت کے کمسن خادم، نو عمر لڑکے

زاہد: دنیا سے رغبت اور خواہش نہ رکھنے والا، متقی، پرہیزگار

ابرار: ”بر“ کی جمع، پرہیزگار لوگ، نیکو کار لوگ

صدف: سیپ

گہر: موتی

تشریح

امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھی اگرچہ دکھوں میں گھرے ہوئے تھے، لیکن اس کے
 باوجود ان کے لبوں پر ہنسی تھی اور ان کے چہرے پھولوں سے بھی زیادہ شگفتہ کھلے ہوئے تھے۔ ان کے
 جسموں سے حضرت یوسف علیہ السلام کے پیرا بن کی سی خوشبو آ رہی تھی۔ جنت کے کمسن خادم غلام ان کی
 غلامی کے خواہشمند تھے۔ وہ لوگ نہایت پرہیزگار، دنیا سے رغبت نہ رکھنے والے عبادت گزار اور نیک مزاج
 تھے۔ وہ ایسے لعل تھے جو پتھروں سے پیدا نہیں ہوتے ایسے موتی سیپیوں میں کہاں ہوتے ہیں۔ حوری نہیں
 دیکھ کر کہتی تھیں یہ آدمی تو نہیں فرشتے ہیں۔

پانی نہ تھا وضو جو کریں وہ فلک مآب پیر تھی رخنوں پہ خاک تیمم سے طرہ آب
 باریک ابر میں نظر آتے تھے آفتاب ہوتے ہیں خاکسار غلام ابو تراب
 مہتاب کی رخنوں کی صفا اور ہو گئی مٹی سی آستوں میں جلا اور ہو گئی

تشریح

یزید یوں نے امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں پر پانی بند کر دیا۔ ان بلند مرتبہ اشخاص کو
 وضو کیلئے پانی میسر نہ تھا۔ وہ اپنے چہروں پر جھے ہوئے گرد و غبار پر ہاتھ پھیر کر ہی تیمم کر کے نماز ادا کرتے
 تھے۔ دھندلے بادلوں میں ان کے چہرے سورج کے مانند نظر آتے تھے۔ ہاں خاکسار لوگ حضرت علی
 ابو تراب کے غلام ہوتے ہیں۔ حضرت علی خاک پر سوتے تھے اس لیے رسول اکرم نے آپ کو ابو تراب مٹی

کا باپ کے لقب سے سرفراز فراہمی تھا۔ یہاں شاعر نے خاکسار خاک چھاننے والا اور ابو تراب مٹی کا باپ کے الفاظ استعمال کر کے فصاحت و بلاغت سے کام لیا ہے۔ خاکسار اور ابو تراب دونوں کی نسبت مٹی سے ہے۔ گویا تمام خاکسار حضرت علی کی سنت پر عمل کرتے ہیں اس لیے یہ حضرت علی کے غلام ہیں چاند جیسے مٹی میں اٹے ہوئے چہرے خالق حقیقی کے حضور سجدہ ریز ہوئے تو ان کی جبینیں چاند کے مانند چمکنے لگیں۔

خیمے سے نکلے شہ کے عزیزاں خوش خصال جن میں کئی تھے حضرت خیر النساء کے لال
قاسم سا گلبدن علی اکبر سا خوش خصال اک جا عقیل و مسلم و جعفر کے نونہال
سب کے رخوں کا نور سپہر بریں پہ تھا اٹھارہ آفتابوں کا غنچہ زمیں پہ تھا
فرہنگ:

خوش خصال: اچھی عادتوں والے خوش خصلت، نیک خو

خیر النساء: عورتوں میں سے سب سے بہتر

نونہال: نیا پودا، نومولود، شیر خوار بچہ

سپہر: آسمان، فلک، چرخ

تشریح

امام عالی مقام کے پکارنے پر تمام نیک خوا افراد خیموں سے باہر آ گئے جن میں حضرت فاطمہ الزہری کے کئی لال پوتے شامل تھے۔ ان میں امام حسن کے بیٹے امام قاسم، حضرت علی اصغر بن امام حسین علیہ السلام، عقیل اور مسلم کے کمسن بچے بھی موجود تھے۔ ان تمام افراد کے چہروں کے نور سے آسمان پر نور ہو گیا۔ زمین اٹھارہ سورجوں کا مجموعہ بن کر غنچے کے مانند نظر آنے لگی۔

دو صبح اور وہ چھاؤں ستاروں کی اور وہ نور دیکھے تو عشق کرے ارنی گوے اوج طور